۲؍ دسمبر ۱۹۰۴ء

خطبہ جمعہ

یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ (المدثر:۲تا۴) کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے یہ آیت اس لئے انتخاب کی ہے کہ تمہیں بتلاؤں کہ کیا کرنا چاہئے اور اس کے لئے ہمیں کیسی تحریکیں اور تنبیہیں دی جاتی ہیں۔ پر ہم ایسے غافل ہیں کہ کانوں پر جوں نہیں رینگتی اور ہم کانوں سے غفلت کی روئی نہیں نکالتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی وحی کے بعد جو دوسری وحی ہوئی وہ یہی آیت ہے۔ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ۔ مرسل کو جب وحی ہوتی ہے تو اس پر خدا کے کلام اور اس کی ہیبت کا ایک لرزہ آتا ہے۔ کیونکہ مومن حقیقت میں خدا تعالیٰ کا ڈر اور خشیت اور خوف رکھتا ہے۔ جس طرح کوئی بادشاہ ایک بازار یا سڑک پر سے گزرتا ہے اس سڑک میں ایک زمیندار جاہل جو بادشاہ سے بالکل ناواقف ہے کھڑا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو زمیندار ہے' پر صرف اس قدر جانتا ہے کہ یہ کوئی بڑا آدمی ہے یا شاید حاکم وقت ہو گا۔ تیسرا وہ شخص کھڑا ہے کہ وہ منجملہ اہالیان ریاست ہے اور خوب جانتا ہے کہ یہ بادشاہ ہے اور ہمارا حاکم ہے۔ اور چوتھا وہ شخص کھڑا ہے جو بادشاہ کا درباری یا وزیر ہے۔ اس کے آداب و قواعد' آئین وانتظام' رعب وداب' رنج اور خوشی کے سب قواعد کا واقف اور جاننے والا ہے۔ پس تم جان سکتے

ہو کہ چاروں اشخاص پر بادشاہ کی سواری کا کیا اثر ہوا ہو گا۔ پہلے شخص نے تو شاید اس کی طرف دیکھا بھی نہ ہو۔ دوسرے نے کچھ توجہ اس کی طرف کی ہو گی اور تیسرے نے ضرور اس کو سلام بھی کیا ہو گا اور اس کا ادب بھی کیا ہو گا۔ پر چوتھے شخص پر اس کے رعب و جلال کا اس قدر اثر ہوا ہو گا کہ وہ کانپ گیا ہو گا کہ میرا بادشاہ آیا ہے۔ کوئی حرکت مجھ سے ایسی نہ ہو جاوے جس سے یہ ناراض ہو جاوے۔ غرض کہ اس پر ازحد اثر ہوا ہو گا۔ پس یہی حال ہوتا ہے انبیاء اور مرسل علیہم السلام کا۔ کیونکہ خوف اور لرزہ معرفت پر ہوتا ہے۔ جس قدر معرفت زیادہ ہو گی اسی قدر اس کو خوف اور ڈر زیادہ ہو گا اور وہ معرفت اس کو خوف میں ڈالتی ہے اور اس لرزہ کے واسطے ان کو ظاہری سامان بھی کرنا پڑتا ہے۔ یعنی موٹے اور گرم کپڑے پہننے پڑتے ہیں جو لرزہ میں مدد دیں۔ جب وہ الہام کی حالت جاتی رہی تو ان کے اعضاء اور اندام بلکہ بال بال پر ایک خاص خوبصورتی آجاتی ہے۔ پس اسی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو اللہ تعالیٰ مخاطب فرما کر کہتا ہے کہ اے کپڑا اوڑھنے والے اور لرزہ کے واسطے سامان اکٹھا کرنے والے! کھڑا ہو جا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سست مومن اللہ تعالیٰ کو پیارا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو پہلا حکم یہی ملا۔ پس یہی وجہ ہے کہ آج تک مسلمان واعظ جب احکام الٰہی سنانے کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں تو کھڑے ہو کر سناتے ہیں۔ یہ اسی قسم کی تعمیل ہوتی اور اس میں نبی کریم کی اتباع کی جاتی ہے۔ بعض لوگ غافل اور سست نہ تو سامان بہم پہنچاتے اور نہ ان سامان سے کام لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں فرصت نہیں۔ پر یہ ساری ضرورتیں جو ہم کو ہیں نبی کریمؐ کو بھی تھیں۔ بیوی بچے' اہل و عیال وغیرہ وغیرہ۔ پر جب اس قسم کا حکم آیا فوراً کھڑے ہو گئے اس لئے کہ بادشاہ رب العالمین' احکم الحاکمین کا حکم تھا۔ پھر کام کیا سپرد ہوا۔ اَنْذِرْ۔

لوگ دو باتوں میں گرفتار تھے اور ہیں۔ وہ خدا کی عظمت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور کھانے پینے' عیش و آرام اور آسائش میں مصروف ہو گئے تھے۔ دوسرا باہمی محبت اخلاص' پیار نام کو نہیں رہا تھا۔ دوسروں کے اموال دھوکہ بازی سے کھا جاتے۔ مثلاً ہمارے پیشہ کی طرف ہی توجہ کرو۔ گندے سے گندے نسخے بڑی بڑی گراں قیمتوں سے فروخت کئے جاتے اور دھوکہ بازی سے لوگوں کا مال کھایا جاتا ہے۔ دوسروں کی عزت مال جان پر بڑے بے باک تھے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی نابینا کی لکڑی ہنسی سے اٹھا لینا کہ وہ حیران و سرگرداں ہو' سخت گناہ ہے۔ پر ہنسی ٹھٹھا پر کچھ پروا نہیں۔ بدنظری' بدی' بدکاری سے پرہیز نہیں۔ کوئی شخص نہیں چاہتا کہ میرا نوکر میرے کام میں سست ہو۔ پر جس کا یہ نوکر ہے کیا اس کے کام میں سستی نہیں کرتا؟ دوکاندار ہے۔

طبیب ہے وغیرہ وغیرہ۔ جب پیسہ دینے والے کے دل میں یہ ہے کہ مجھے ایسا مال اس قیمت کے بدلہ میں ملنا چاہئے' اگر اس کو اس نے نتیجہ تک نہیں پہنچایا تو ضرور حرام خوری کرتا ہے اور یہ سب باتیں اس وقت موجود نہیں۔

خدا کی پرستش میں ایسے سست تھے کہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر پتھر' حیوانات وغیرہ مخلوقات کی پرستش شروع کی ہوئی تھی۔ اس قوم کی بت پرستی کی نظیریں اب موجود ہیں۔ ابھی ایک بی بی ہمارے گھر میں آئی تھی اور میرے پاس بیان کیا گیا کہ بہت نیک بخت اور خدا رسیدہ ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وظیفہ کرتی ہو؟ کہا مشکل کے وقت اپنے پیروں کو پکارتی ہوں۔ بس مجھے خیال ہوا کہ یہ پہلی سیڑھی پر ہی خطا پر ہے یعنی خدا کو چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہے۔

پس رسول کریمؐ کے زمانہ میں ایک طرف خدا کی بڑائی' دوسری طرف مخلوق سے شفقت چھوٹ گئی تھی اور خدا کی جگہ مخلوق کو خدا بنایا گیا تھا اور مخلوق کو سکھ پہنچانے کے بدلے لاکھوں تکالیف پہنچائی جاتی تھیں۔

اس لئے فرمایا۔ اَنْذِرْ ڈرانے کی خبر سنا دے۔ جب مرسل اور مامور آتے ہیں تو پہلے یہی حقوق ان کو سمجھائے جاتے ہیں۔ پس ایسے وقت میں امراض طاعون وغیرہ آتے ہیں۔ جنگ و قتال ہوتے ہیں۔ یہ ضرورت نہیں کہ اس مامور کی اطلاع پہلے دی جاوے یا ان لوگوں کو مامور کا علم ہو۔ کیونکہ لوگ تو پہلے خدا ہی کو چھوڑ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ پھر کھڑا ہو کر کیا کرو؟ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ خدا کی بزرگی بیان کر۔ اَكْبَرْ سے آگے بڑائی کا کوئی لفظ نہیں اور اس کے معنی ہی یہی ہیں کہ ایک وقت آقا کہتا ہے کہ میرا فلاں کام کرو۔ دوسری طرف ایک شخص پکارتا ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ آؤ نماز پڑھو۔ خدا سے بڑا آقا کوئی نہیں۔ ایک طرف بی بی عید کا سامان مانگتی ہے۔ دوسری طرف خدا کہتا ہے کہ فضولی نہ کر۔ اب یہ کدھر جاتا ہے۔ نیک معاشرت' نیک سلوک' بی بی کی رضاجوئی اور خوش رکھنے کا حکم ہے اور مال جمع کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف حکم ہے کہ ناجائز مال مت کھاؤ۔ ایک طرف عفت اور عصمت کا حکم ہے' دوسری طرف بی بی موجود نہیں' ناصح کوئی نہیں اور نفس چاہتا ہے کہ عمدہ گوشت' گھی' انڈے' زعفرانی' متنجن' کباب کھانے کے واسطے ہوں۔ پھر رمضان میں اس سے بھی کچھ زیادہ ہوں۔ اب بی بی تو ہے نہیں۔ علم اور عمدہ خیالات نہیں۔ پس اگر خدا کے حکم کے خلاف کرتا ہے اور نفس کی خواہش کے مطابق عمدہ اغذیہ کھاتا ہے تو لواطت' جلق' زنا' بدنظری میں مبتلا ہو گا۔ اسی لئے تو اصفیا نے لکھا ہے کہ انسان ریاضت میں سادہ غذا کھاوے۔

اس لئے ہمارے امام علیہ السلام نے میاں نجم الدین کو ایک روز تاکیدی حکم دیا کہ لوگ جو مہمان خانہ میں مجرد ہیں عام طور پر گوشت ان کو مت دو بلکہ دال بھی پتلی دو اور بعض نادان اس سر کو نہیں سمجھتے اور شور مچاتے ہیں۔ پس رسول کریمؐ نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ مکانوں اور چھتوں اور دیواروں اور منبروں پر چڑھ کر سنایا۔ پس شہوت اور غضب کے وقت بھی اس کو اَکْبَرُ ہی سمجھو۔

ایک شخص کو کسی شخص نے کہا کہ تو جھوٹا ہے۔ وہ بہت سخت ناراض ہوا اور اس کی ناراضگی امام کے کان میں پہنچی۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا کاش کہ اس قدر غضب کو ترقی دینے کی بجائے اپنے کسی جھوٹ کو یاد کر کے اس کو کم کرتا۔ حرص آتی ہے اور اس کے واسطے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور ضرورت کے وقت حلال حرام کا ایک ہی چھرا چلا بیٹھتا ہے۔ ایسا نہیں چاہئے۔ ایک طرف عمدہ کھانا' دوسری طرف حکم کی خلاف ورزی' سستی کرنا اور یہ دونوں آپس میں نقیض ہیں۔ اس سے عجز اور کسل پیدا ہوتا ہے۔ پس ایسی جگہ میں شہوت پر عفت اور حرص پر قناعت اختیار کرے اور مالی اندیشے کر لیا کرے۔

مال کی تحصیل میرے نزدیک سہل اور آسان امر ہے۔ ہاں حاصل کر کے عمدہ موقع پر خرچ کرنا مشکل امر ہے۔ پس ایک طرف خدا شناسی ہو اور دوسری طرف مخلوق پر شفقت ہو۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا حصول۔ چار دفعہ تم اذان کے شروع میں ہر نماز سے پہلے سنتے ہو اور سترہ دفعہ امام تم کو نماز میں سناتا ہے۔ پھر حج میں' عید میں' رسول کریمؐ نے کیسی حکم الٰہی کی تعمیل کی ہے کہ ہر وقت اس کا اعادہ کرایا۔ اور یہ اس لئے کہ انسان جب ایک مسئلہ کو عمدہ سمجھ لیتا ہے تو علم بڑھتا ہے اور علم سے خدا کے ساتھ محبت بڑھتی ہے۔ پھر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا جاتا ہے۔ جس کے معنے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبود ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پھر جس طرح خدا نے حکم دیا اس طرح اس کی کبریائی بیان کر۔ جس طرح اس نے حکم دیا اسی طرح نماز پڑھ۔ اسی طرح اس سے دعائیں مانگ۔ پھر یہ طریق کس طرح سیکھنے چاہئیں۔ وہ ایک محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے' اس سے جا کر سیکھو۔ پھر جب ان احکام کی تعمیل میں تو مستعد ہو جاوے تو حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ آ نماز پڑھ کہ وہ تجھے بدی سے روکے۔ پھر نماز کے معانی سیکھنا کوئی بڑی بات نہیں۔ کودن سے کودن آدمی ایک ہفتہ میں یاد کر لیتا ہے۔

ایک امیر میرا مربی تھا۔ اس کے دروازہ پر ایک پوربی شخص صبح کے وقت پہرہ دیا کرتا تھا۔ ایک دن جو وہ صبح کی نماز کو نکلے تو وہ خوش الحانی سے گا رہا تھا۔ کہا تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ جواب دیا کہ پہرہ دار ہوں۔ انہوں نے کہا۔ اچھا تمہارا پہرہ دن میں دو گھنٹہ کا ہوتا ہے' ہم تمہارا پہرہ پانچ وقت میں بدل دیتے

ہیں۔ تم تھوڑی دیر کے واسطے آجایا کرو اور نماز کے وقت میں پانچوں وقت اس کے وقت کو تقسیم کر دیا اور اس وقت جاتے جاتے اس کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے معنے سکھا دیئے کہ میری واپسی پر یاد رکھنا۔ چنانچہ جب وہ نماز صبح پڑھ کر واپس آئے تو اس نے یاد کر لئے تھے۔ آکر اس کو رخصت دے دی۔ پھر الحمد شریف کے معنے بتا دیئے۔ غرض عشاء کی نماز تک الحمد اور قل کے معنے اس نے پورے یاد کر لئے۔ ایک دفعہ کچھ عرصہ کے بعد اس کا پہرہ پچھلی رات میرے مکان پر تھا۔ میں نے سنا کہ وہ بارھویں پارہ کو پڑھ رہا تھا۔ غرض دریافت پر کہا کہ تھوڑا تھوڑا کر کے بارہ پارہ بامعنے یاد کر لئے ہیں۔ پس قرآن کا پڑھنا بہت آسان ہے۔ نماز گناہ سے روکتی اور گناہ سے رکنے کا علاج ہے مگر سنوار کر پڑھنے سے۔ غافل سوتے ہوئے اٹھ کر نجات کے طالب بنو اور اذان کی آواز پر دوڑو۔ وَ ثِیَابَکَ فَطَہِّرۡ (المدثر:۵) ہاں بلانے والا پہلے اپنا دامن پاک کر لے پھر کسی کو بلاوے۔ جب اذان سن لے تو درود پڑھے کہ یا اللہ! ہمارے نبیؐ نے کس جانفشانی اور محبت اور ہوشیاری سے خدا کی تکبیر سکھلائی اور ہم تک پہنچائی ہے' اس پر ہماری طرف سے کوئی خاص رحمت بھیج اور اس کو مقام محمود تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دے۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۴۳' ۴۴ --- ۱۷' ۲۴/ دسمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۹)

☆-☆-☆-☆